بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا شبلی نعمانی

ولادت: ۱۸۵۷ء   وفات: ۱۹۱۴ء

محمد شبلی نام اور شمس العلماء خطاب تھا۔ نعمانی، امام اعظم ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت سے عقیدت کی وجہ سے خود اضافہ کیا۔ والد کا نام شیخ حبیب اللہ تھا۔ اعظم گڑھ (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم اعظم گڑھ کے مدرسے سے حاصل کی۔ آپ کی لیاقت کی وجہ سے سرسید نے علی گڑھ کالج میں عربی کا استاد مقرر کیا۔ یہیں آپ کی تصنیفی زندگی کا آغاز ہوا۔ آپ نے مصر، ترکی، روم اور شام کے سفر کیے اور وہاں کے کتاب خانوں سے مواد حاصل کیا۔ ترکی کے سلطان نے آپ کو ''تمغائے مجیدی'' عطا کیا۔

مولانا شبلی شاعر، ادیب، فلسفی، قانون دان، ماہرِ تعلیم، عالمِ دین اور مؤرّخ تھے۔ آپ کی تصانیف میں ''المامون، سیرت النعمان، الفاروق، الغزالی، سوانح مولانا روم، مقالاتِ شبلی اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' جیسی بلند پایہ کتابیں ہیں۔

اخلاقِ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وآلہٖ وَسَلَّم

حاصلاتِ تعلّم: یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) کوئی بات یا پیغام سن کر انھی لفظوں میں دہرا سکیں۔ (۲) ادب پارے کا خلاصہ لکھ سکیں۔ (۳) پانچ سے سات منٹ کی تقریر درست لب و لہجے سے کر سکیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جو نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد ۲۵ برس تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ زوجیت میں رہی تھیں، زمانۂ آغازِ وحی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان الفاظ میں تسلی دیتی تھیں: ''خدا کی قسم! خدا آپ کو کبھی غم گین نہ کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صلۂ رحمی کرتے ہیں، مقروضوں کا بار اٹھاتے ہیں، غریبوں کی اعانت کرتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں، حق کی حمایت کرتے ہیں، مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔''

اُمہات المؤمنین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصاف تفصیل سے نہیں بیان کیے ہیں۔ فرماتی ہیں: ''آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادت کسی کو بُرا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ برائی کے بدلے میں برائی نہیں کرتے تھے بلکہ درگزر کرتے تھے اور معاف فرما دیتے تھے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملے میں انتقام نہیں لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی کسی غلام، لونڈی، عورت، جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کی درخواست رد نہیں فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خنداں،

ہنستے اور مسکراتے ہوئے۔ دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ باتیں ٹھہر ٹھہر کر اس طرح فرماتے تھے کہ کوئی یاد رکھنا چاہے تو رکھ لے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تربیت یافتہ تھے اور آغازِ نبوت سے آخر تک کم از کم ۲۳ برس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہے تھے۔ ایک دفعہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اُن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اَخلاق و عادات کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا: ''آپ خندہ جبیں، نرم خُو، مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج اور تنگ دل نہ تھے۔'' کوئی برا کلمہ منہ سے کبھی نہیں نکالتے تھے۔ عیب جُو اور تنگ گیر نہ تھے۔ اپنے نفس سے تین چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بالکل دور کر دی تھیں: ''بحث ومباحثہ، ضرورت سے زیادہ بات کرنا اور جو بات مطلب کی نہ ہو، اس میں پڑنا۔ دوسروں کے متعلق بھی تین باتوں سے پرہیز کرتے تھے: کسی کو برا نہیں کہتے تھے، کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے، کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔ وہی باتیں کرتے تھے جن سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا تھا۔ کوئی دوسرا بات کرتا تو جب تک وہ بات ختم نہ کر لیتا، چپ سُنا کرتے۔ دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ نہایت فیاض، نہایت راست گو، نہایت نرم طبع اور نہایت خوش صحبت تھے۔ اگر کوئی دفعتہً آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا، لیکن جیسے جیسے، آشنا ہوتا جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنے لگتا۔

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ جو گویا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آغوش پَروَردہ تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نرم خُو تھے، سخت مزاج نہ تھے۔ کسی کی توہین روا نہ رکھتے تھے، چھوٹی چھوٹی باتوں پر اظہارِ تشکر فرماتے تھے۔ کھانا جس قسم کا سامنے آتا، تناوُل فرماتے اور اُس کو بُرا بھلا نہ کہتے۔

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، جن کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محبت سے مسکرا دیا کرتے تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسکرا نہ دیا ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ ہنستا تھا، وقار و متانت سے گفتگو فرماتے تھے، کسی کی خاطر شکنی نہیں کرتے تھے۔ معمول یہ تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام و مصافحہ کرتے، کوئی شخص جُھک کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کان میں کچھ بات کہتا تو اس وقت تک اس کی طرف سے رُخ نہ پھیرتے، جب تک وہ خود منہ نہ ہٹا لے۔ مصافحے میں بھی یہی معمول تھا۔ یعنی کسی سے ہاتھ ملاتے تو جب تک وہ خود نہ چھوڑ دے، اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ مجلس میں بیٹھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زانو ہم نشینوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے۔ واپس آنے لگے تو انھوں نے اپنے صاحب زادے قیس رضی اللہ عنہ کو ساتھ کر دیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہم رکاب جائیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیس رضی اللہ عنہ سے کہا: ''تم بھی میرے اونٹ پر سوار ہو لو۔'' انھوں نے بے ادبی کے لحاظ سے تأمّل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یا سوار ہو لو یا گھر واپس جاؤ۔ وہ واپس چلے آئے۔

ایک دفعہ نجاشی کے ہاں سے ایک سفارت آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کو اپنے ہاں مہمان رکھا اور خود بہ نفسِ نفیس مہمان داری کے تمام کام انجام دیے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ ہم یہ خدمت انجام دیں گے۔ ارشاد ہوا کہ اِن لوگوں نے میرے دوستوں کی خدمت گزاری کی ہے، اس لیے میں خود

اِن کی خدمت گزاری کرنا چاہتا ہوں۔

عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو اصحابِ بدر میں تھے، ان کی بینائی میں فرق آ گیا تھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آ کر درخواست کی کہ میں اپنے محلّے کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہوں لیکن جب بارش ہو جاتی ہے تو مسجد تک جانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے گھر میں تشریف لا کر نماز پڑھ لیتے تو میں اسی جگہ کو سجدہ گاہ بنا لیتا۔ دوسرے دن صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر اُن کے گھر گئے اور دروازے پر ٹھہر کر اِذن مانگا۔ اندر سے جواب آیا تو گھر میں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کہاں نماز پڑھوں؟ جگہ بتادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تکبیر کہہ کر دو رکعت نماز ادا کی۔

ابوشعیب رضی اللہ عنہ ایک انصاری تھے۔ ان کا غلام بازار میں گوشت کی دکان رکھتا تھا۔ ایک دن وہ خدمتِ اقدس میں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم کے حلقے میں تشریف فرما تھے اور چہرے سے بھوک کا اثر پیدا تھا۔ ابوشعیب رضی اللہ عنہ نے جا کر غلام سے کہا کہ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو۔ کھانا تیار ہو چکا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درخواست کی کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ قدم رنجہ فرمائیں۔ کل پانچ آدمی تھے۔ راہ میں ایک اور شخص ساتھ ہو لیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوشعیب رضی اللہ عنہ سے کہا: ''یہ شخص بے کہے ساتھ ہو لیا ہے، تم اجازت دو تو یہ بھی ساتھ آئے ورنہ رخصت کر دیا جائے۔'' انھوں نے کہا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو بھی ساتھ لائیں۔''

کسی شخص کی کوئی بات ناپسند آتی تو اکثر اُسی کے سامنے اُس کا تذکرہ

نہ فرماتے۔ ایک دفعہ ایک صاحب عرب کے دستور کے مطابق زعفران لگا کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کچھ نہ فرمایا۔ جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو لوگوں سے کہا کہ اُن سے کہہ دینا کہ یہ رنگ دھو ڈالیں۔

ایک دفعہ ایک شخص نے باریابی کی اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اچھا آنے دو۔'' وہ اپنے قبیلے کا اچھا آدمی نہیں تھا۔ لیکن جب وہ خدمتِ مبارک میں حاضر ہوا تو نہایت نرمی کے ساتھ اس سے گفتگو فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس پر تعجب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت فرمایا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تو اس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''خدا کے نزدیک سب سے بُرا وہ شخص ہے، جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے مِلنا جُلنا چھوڑ دیں۔''

سلام میں پیش دستی فرماتے۔ جب چلتے تو مرد، عورتیں، بچے جو سامنے آتے اُن کو سلام کرتے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم راستے سے گزر رہے تھے، ایک مقام پر مسلمان اور منافق و کافر یک جا بیٹھے ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب کو سلام کیا۔

(ماخوذ از: ''سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' جلد دوم)

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا زمانۂ آغازِ وحی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کن الفاظ میں تسلّی دیتی تھیں؟

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا اخلاق بیان فرمائے؟

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کیا کرتے تھے؟

(د) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں؟

(ہ) حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا درخواست کی؟

سوال ۲: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت زوجیت میں رہی تھیں:

(۱) ۱۵ برس (۲) ۲۰ برس

(۳) ۲۵ برس (۴) ۳۰ برس

(ب) سبق ''اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' پڑھ کر مجموعی طور پر جذبہ پیدا ہوتا ہے:

(۱) پہلے خود سلام کرنے کا (۲) اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے کا

(۳) بھوکوں کو کھانا کھلانے کا (۴) نرم لہجے میں بات کرنے کا

(ج) جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرادیا کرتے تھے:

(۱) محبت کی وجہ سے (۲) رشتے داری کی وجہ سے

(۳) دوستی کی وجہ سے (۴) مروّت کی وجہ سے

(د) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے کا نام تھا:

(۱) قیس (۲) خالد (۳) عمر (۴) ابوقتادہ

(ہ) ''مصافحہ'' کرنے کا مطلب ہے:

(۱) سلام کرنا (۲) گلے ملنا

(۳) مسکرا کے ملنا (۴) ہاتھ ملانا

(و) ابوشعیب رضی اللہ عنہ کے غلام کی بازار میں دکان تھی:

(۱) گوشت کی (۲) سبزی کی

(۳) پھلوں کی (۴) کپڑے کی

سوال ۳: درج ذیل خالی جگہیں درست الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق .... سے بڑھ کر کسی نے تفصیل سے نہیں بیان کیے ہیں۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملے میں .... نہیں لیا۔

(ج) اپنے نفس سے .... چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل دُور کردی تھیں۔

(د) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... میں پیش دستی فرماتے۔

(ہ) ایک دفعہ .... کے ہاں سے سفارت آئی۔

سوال ۴: اس سبق کا خلاصہ سو الفاظ میں لکھیے۔